بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امانت ادا کرو

جیسا کہ اس مضمون میں ابوحیان اندلسی نے اپنی تفسیر میں سورۃ المومنون کے بارے میں لکھا کہ امانت کے حکم میں قول وفعل اور عقیدہ سے تعلق رکھنے والی تمام چیزیں داخل ہیں۔اس کو پڑھتے ہی خیال آیا قول وفعل کا عقیدہ سے کتنا گہرا تعلق ہے۔دیکھا جائے تو واقعی ہماری پوری زندگی ہی ان چیزوں کے گرد گھومتی ہے۔

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں فرمایا:

"بلاشبہ اللہ تعالی تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں امانت والوں کو ادا کرو۔"(سورالنسا:5)

اسی طرح حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے خطاب کیا تو خطبہ میں فرمایا:

اس میں ایمان نہیں جس میں امانت نہیں اس کا دین نہیں جس میں عہد کی پابندی نہیں۔

یعنی ایمان ہم سے اس بات کا تقاضہ کرتا ہے۔لیکن ہمارے معاملات عمومی طور پر اس سے برعکس ہوتے ہیں۔۔ہم ان امانتوں کو دینے میں بہت احتیاط برتتے ہیں جہاں کسی پینلٹی یا اضافی رقم دینے کا اندیشہ ہو لیکن جہاں یہ قانون نہ وہاں غفلت سے کام لیتے ہیں۔

اب گھر کی ہی مثال لے لیجئے اکثر وبیشتر لوگ دیار وطن میں کرایہ کے گھروں میں رہائش پذیر ہیں اور یہاں کا قانون ہے کہ اگر مقررہ تاریخ پر نہ دیا جائے تو پینلٹی لگتی ہے۔اس وجہ سے کتنا محتاط رہتے ہیں اور اسی ڈر سے گھر میں سب کو یاددہانی کی تاکید کرتے ہیں تاکہ وقت پر ادائیگی کی جا سکے۔اسی طرح وہ ادارے یا اسکول جہاں اسی قسم کے ضابطے اور قانون موجود ہوں تو بہت سے پابندی فیس ادا کرتے ہیں تاکہ مزید اضافی رقم نہ دینی پڑے۔لیکن جہاں یہ اصول نہ ہو وہاں ہمارا فعل مختلف ہوتا ہے بار بار یاددہانی پر بھی ہم محض غفلت اور سستی سے کام لیتے ہوئے وقت پر ادا نہیں کرتے حالانکہ عہد کرتے وقت اس کا قول واقرار کیا ہوتا ہے اپنے فعل سے اسی کی نفی کر دیتے ہیں۔

دوسری چیز وقت۔۔۔ان جگہوں پر اِس کی پابندی کا بہت خیال رکھتے ہیں جہاں اپوئنٹمینٹ لیا گیا ہو بلکہ کوشش کر کے مقررہ وقت سے کچھ دیر پہلے پہنچ جاتے ہیں، اس ڈر سے کے کینسل نہ ہو جائے یا باری کسی اور کو نہ دے دی جائے اور جہاں یہ قاعدہ اور اصول نہ ہو وہاں حال مختلف ہوتا ہے۔پندرہ منٹ کا کہہ کر ایک گھنٹے میں پہنچنا،اسی طرح شادی یا دوسری تقاریب ہوں اور اب تو درس کی مجالس میں بھی یہی کچھ صورتحال نظر آتی ہے۔اسی طرح اگر کہیں نہ بھی جائیں تو گھر میں بیٹھ کر بھی کسی نہ کسی ذریعہ سے اس فعل کا ارتکاب کر جاتے ہیں اور اس میں سے ایک طریقہ فون ہے۔جب ملاتے ہیں تو پوچھنا ہی بھول جاتے ہیں کہ سامنے والے کی کوئی مصروفیت تو نہیں۔خاص کر جب ہمیں کوئی مسئلہ درپیش ہو یا دکھی ہوں۔۔۔پھر تو گھڑی کی طرف دیکھنا بھول جاتے ہیں اور سوچنا بھی کہ اُس کا بھی کوئی کام یا مجبوری ہو سکتی ہے۔اس طرح اپنے وقت کے ساتھ ساتھ دوسرے کے وقت میں بھی خیانت کا سبب بن جاتے ہیں ہے اور یہی نہیں بعد میں وہی باتیں دل ودماغ پر اتنی حاوی ہوتی ہیں کہ نماز کے دوران بھی خیالات آتے ہیں جس کی وجہ سے اس میں بھی خیانت ہو جاتی ہے۔

حالانکہ وہیں باتیں ہم اللہ تعالی سے کریں تو اجر اور سکون کا باعث بنے۔اور اسی طرح کی کئی مثالیں جو ہم جانے انجانے میں کرتے ہیں۔

اس کی اصلاح کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہر شخص خود دیکھے کے وہ ہر طرح کی امانت ادا کر کے کیا پنے ایمان کی حفاظت کر رہا ہے یا پھر۔۔۔

دوسری اہم بات جس کی طرف مضمون میں توجہ دلائی گئی کہ ہمیں برائی کے جواب میں اچھائی کا ثبوت دینا ہے۔ پر ایسے حالات میں ہمارے رویہ اس سے مختلف ہوتے ہیں۔ حالانکہ اس کا حل یہ ہے کہ جس طرح پر ہم کسی کی کوئی نعمت دیکھ کر خوش ہو کر دعا دیتے ہیں اور اسی وقت دل میں اپنے لئے بھی کرتے ہیں کہ اے اللہ اس کو اس میں برکت عطا فرما اور ہمیں بھی اس سے بہتر دے۔ لیکن جب کسی کی شکایت یا برا رویہ ہمیں دکھ دے جائے تو ہم اسی وقت دعا نہیں کرتے، اور یہ عین ممکن ہے کہ انسانی کمزوری ہونے کے ناطے دل میں غصے کے جذبات آ بھی جائیں۔ پر دعا سے فوری فائدہ ایک تو غصہ ضبط کرنا آسان ہو جاتا ہے، دل کو قرار اور اللہ کا حکم مان کر اجر بھی، پر اس وقت سب بھول بھال کر ہمارے اخلاق و معاملات اور بھی برے ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ مومن کا رویہ دوسروں کے تابع ہر گز نہیں ہوتا وہ ہر حال میں خیر اور خوشیاں بانٹنے والا ہوتا ہے۔ جس سے خود اسی کو خوشی اور اللہ کی تائید نصیب ہوتی ہے۔

ایک چائنیز فلسفی لاؤ ژو نے اپنی کتاب 'راہ راستی اور طاقت ' کے آٹھویں باب میں ان خیالات کو بہت خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے:

عظیم نیکیاں آب رواں جیسی ہوتی ہیں
وہ زندگی کو ایک ان دیکھے انداز میں سہارا دیتی ہیں
وہ فطرتی انداز میں بہتی، غذائیت فراہم کرتی ہیں
وہ ایسی جگہوں پر بھی پائی جاتی، کی جاتی، ہیں
جنہیں خواہشات کے غلام رد کر دیتے ہیں
اس طرح۔۔
یہ نیکیاں بذاتِ خود سلامتی کا راستہ ہوتی ہیں
پانی کی طرح ایک دانا شخص بھی معمولی جگہوں پر رچ بس جاتا ہے
خواہشوں سے مبرا، گیان ودھیان میں ڈوبا
گہری سوچوں میں غرق
اپنے معاملات میں رحیم و کریم
راستی کے مسافر کو اپنے قول و فعل میں اخلاص کی رہنمائی حاصل رہتی ہے
اور بطور ایک رہنما، وہ عادل ہوتا ہے
کارکردگی میں اکمالِ فن اس کا ہدف ہوتا ہے

اور وہ درست رفتار سے قدم بڑھاتا ہے

اور کیونکہ وہ اپنے ذاتی مقاصد کے لیے کام نہیں کرتا

اور نہ ہی وہ غیر ضروری تنازعات کھڑے کرتا ہے

اسی لیے اسے حق بجانب قرار دیا جاتا ہے

ان تمام امور میں جو وہ اپنی رعایا/رفیقوں کے لیے سرانجام دیتا ہے

****

وَ الَّذِیۡنَ هُمۡ لِاَمٰنٰتِهِمۡ وَ عَهۡدِهِمۡ رٰعُوۡنَ وَ الَّذِیۡنَ هُمۡ عَلٰی صَلَوٰتِهِمۡ یُحَافِظُوۡنَ
اُولٰٓئِکَ هُمُ الۡوٰرِثُوۡنَ الَّذِیۡنَ یَرِثُوۡنَ الۡفِرۡدَوۡسَ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ (المومنون)

وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور وعدوں کا لحاظ کرتے ہیں اور وہ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں وہی لوگ وارث ہیں جو جنت الفردوس کے وارث بنتے ہیں۔ وہ اس جنت میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔۔۔۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں عمل کرنے والا بنائے تا کہ اس کی خوبصورت ''جنت الفردوس'' کے مستحق قرار پائیں۔ (آمین)